پروفیسر مظفر عباس

"نہج البلاغۃ" سے چند اقتباسات

امیر المومنین حضرت علیؑ کی تربیت درس گاہِ نبوتؐ میں ہوئی تھی اور یہ فضیلت ایسی ہے کہ کوئی اور اس میں ان کا ہم پلہ نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "ازالۃ الخفا" میں امام احمد بن حنبل کی یہ روایت نقل کرتے ہوئے کہ حضرت علیؑ کے جس قدر فضائل مذکور ہیں، کسی کے نہیں، یہ لکھا ہے کہ ان فضائل کی بنیاد حضور اکرمؐ کا تقرب و تربیت ہے۔

اس پس منظر میں جب کہ حضرت علیؑ کی فضیلتِ علمی پر آپ کی اس حدیثِ مبارکہ نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے ـــــ "انا مدینۃ العلم و علیٌّ بابُہا"۔ حضرت علیؑ کی علمی فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ علومِ قرآن کی تفسیر کے سلسلے میں حضرت علیؑ کے مقام کا اندازہ ان کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے۔ "میں ہر آیت کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ کہاں، کیوں اور کس کے حق میں نازل ہوئی"۔[۵۱]

نہج البلاغۃ، باب مدینۃ العلم، کے خطبات، ارشادات، ملفوظات، رقعات، احکامات اور پند و نصائح کا مجموعہ ہے، جس کے بارے میں حکمائے عرب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے ـــــ "تحت کلام الخالق، فوق کلام المخلوق" ـــــ (یعنی خالق کے کلام کے نیچے اور مخلوق کے کلام سے بالا ہے)۔ یہاں شیخ محمد عبدہٗ مفتیِ اعظم مصر کی رائے بھی قابلِ ذکر ہے۔ وہ نہج البلاغۃ طبع مصر کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"ماہرینِ عرب میں ہر شخص اس کا قائل ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے کلام کے بعد علی ابن ابی طالب کا کلام اشرف کلام اور بلیغ ترین زبان ہے اور مواد کے اعتبار سے اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اسلوب کے اعتبار سے بہت بلند ہے اور معنی کے لحاظ سے تو وہ جلیل ترین حقائق کا مجموعہ ہے"۔[۵۲]

"نہج البلاغۃ، علوم و فنون کا ایک بحرِ ناپیدا کنار، اور بے پایاں خزانہ تھے۔ دنیا اور عقبیٰ کی کوئی ایسی نیائی چیز نہیں جس کی توضیح امیر المومنین نے ان خطبات میں نہ کی ہو۔ آپ نے پکار پکار کر لوگوں کو بلایا ہے اور اعلان فرمایا ہے

---

۵۱ نہج البلاغۃ (اردو ترجمہ) طبع لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۹۸

۵۲ ایضاً، ص ۱۷

اَیُّھَا النّاس ! سلونی، سلونی، قبل ان تفقدونی۔ فلانا بطرق السماء اعلم بطرق الارض۔ [۵۳]

لوگو! مجھے کھونے سے پہلے پوچھ لو کہ میں زمین کے راستوں سے زیادہ آسمانی راہوں سے واقف ہوں۔

اس تمہید کے بعد اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے مَیں جناب امیر کے اس خطبے کا حوالہ دوں گا، جس کا عنوان "دین اور دنیا" ہے۔ "نہج البلاغۃ" کے دو سو انتالیس خطبات میں سے یہ خطبہ میں نے اس لیے منتخب کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے اس خطبے میں "دین اور دنیا" کی حقیقت واضح کرنے کے ساتھ ساتھ "صراطِ مستقیم" کی جانب راہنمائی کی ہے اور "صراطِ مستقیم" ہی درحقیقت اسلام کا دوسرا نام ہے۔ اس خطبے کے سلسلے میں جامع "نہج البلاغۃ" علامہ سید رضیؒ کی یہ رائے انتہائی وقیع اور قابلِ ذکر ہے:

"اگر کوئی کلام لوگوں میں دنیا سے بے رغبتی پیدا کر سکتا ہے اور کارِ آخرت پر مجبور کر سکتا ہے تو وہ یہی کلام امام ہے — اور صرف یہی کلام آرزوؤں کے رشتے قطع کرنے اور وعظ و پند کے چقماق سے آگ روشن کرنے کے لیے کافی ہے۔" [۵۴]

امیر المومنین اس خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اما بعد! دنیا منہ موڑ چکی اور اپنے وداع کی اطلاع دے چکی اور آخرت نزدیک و آشکار ہو چکی۔ آگاہ ہو جاؤ — ! آج کا دن بدن کو چھریرا بنانے کا ہے اور کل کا دن دوڑ کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ سامنے جنت ہے یا آخر کار دوزخ! کیا تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جو اپنی موت سے پہلے توبہ کر لے؟ کیا کوئی ہے جو اپنے روزِ بد سے پہلے اپنے لیے کچھ (نیک) کام کر لے؟

دیکھو! آج تم امید اور آرزو کی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہو، جس کے پیچھے موت ہے۔ جس نے عہدِ آرزو میں، موت کے آنے سے بیشتر نیک کام کر لیا، اسے اس کے نیک عمل نے فائدہ پہنچا دیا۔ اس کی موت اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی اور جس نے اپنے عہدِ آرزو میں موت کے آنے سے پہلے کوتاہی کی تو گویا اس کا عمل گیا، اس کی موت اسے نقصان پہنچائے گی۔

دیکھو! راحت و غم کے زمانے میں اس طرح عمل کرو جس طرح خوف و دہشت کے عالم میں آدمی کر گزرتا ہے۔ ہاں سچ تو یہ ہے کہ! میں نے نہ تو جنت کی سی کوئی نعمت دیکھی جس کے مشتاق اس طرح خوابِ غفلت میں غرق ہوں اور نہ جہنم جیسا عذاب دیکھا جس سے بھاگنے والے یوں خوابِ خرگوش میں مبتلا ہوں۔

---

۵۳ نہج البلاغۃ (اردو ترجمہ) طبع لاہور: ۱۹۶۳ء، ص ۴۸، ۶۷ ۵۴ ایضاً: ص ۱۹۸

خبردار! جسے حق نفع نہ پہنچائے گا، اُسے باطل نقصان پہنچا کر رہے گا اور ہدایت جس کی رہبری نہ کر سکے گی، اُسے گمراہی کھینچ کر ہلاکت کی منزل تک پہنچا دے گی۔ خبردار! تمھیں کوچ کا حکم دیا جا چکا ہے اور زادِ راہ کی طرف راہ نمائی بھی کر دی گئی ہے۔

مجھے تو تمھاری طرف سے دو چیزوں کی بہت فکر ہے، ایک خواہش نفس کی پیروی، دوسرے امیدوں کی فراوانی! - دنیا سے وہ توشہ اپنے ساتھ لے کر (منزلِ آخرت کی طرف کوچ کرو) جس سے کل قیامت کے دن، اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچا سکو۔![۵۵]

اس خطبۂ جلیلہ میں دنیا کی جو تصویر سامنے آئی ہے، اس کو دیکھ کر دنیا سے کراہت اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ درسِ عبرت و موعظت کے ساتھ ساتھ ادبیت و عالمانہ بالغ نظری اس خطبے کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہے۔ دنیا کے بارے میں امیر المومنین کا مخصوص نقطۂ نظر ہے۔ آپ نے دنیا کو "کوڑھی کے ہاتھ میں سوئر کی بے گوشت ہڈی" سے تشبیہ دی ہے اور ان الفاظ میں اس سے خطاب کیا ہے:

"اے دنیا! میرے سامنے سے دور ہو! کیا مجھے اپنا چھب دکھاتی ہے؟ یا مجھ سے ملنے کا شوق ہے؟ تجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہو۔ دُور ہو کم بخت! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکا دے، مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں، میں نے تو تجھے تین طلاق دے دی ہیں، جس کے بعد رجوع کی گنجائش ہی نہیں"[۵۶]

دنیا سے بے رغبتی پیدا کر کے حضرت علی نے آخرت کے لیے زادِ راہ اکٹھا کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہی تمام تر اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

خطباتِ امیر المومنین میں جہاں ایک طرف دنیا کی فلاح اور آخرت کے نیک انجام کی طرف راہنمائی کی گئی ہے، وہاں جدید دور کی تمام فکری الجھنوں کا حل بھی موجود ہے۔ ان خطبات میں علم و ادب کے مسائل، اخلاقیات کے درس، ادبِ عالیہ کے اصول، انسانی زندگی کے مسائل، امراض اور اُن کے علاج کے طریقے، حکومتیں اور ان کے مسائل کا حل، سیاسیات اور صحیح راہِ عمل، معاشی مسائل اور ان کا حل۔ غرض وہ تمام مسائل و موضوعات جن کا تعلق انسانی زندگی سے ہے، جا بجا بکھرے ہوئے ہیں۔ جناب امیر کے ان اقوالِ زرّیں کی روشنی میں کامیاب و کامران زندگی گزارنے کا مکمل لائحۂ عمل ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ وہ لائحۂ عمل جس کی بنیاد قرآنِ حکیم

---

۵۵ نہج البلاغۃ (اردو ترجمہ)، ص ۱۶۶ - ۱۶۷   ۵۶ ایضاً، ص ۸۸۲

کے الفاظ میں یہ ہے: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

یہاں میں حضرت امیر المومنین کے اقوالِ حکمت میں سے چند بلیغ و مختصر نمونے پیش کرتا ہوں۔ ان مختصر جملوں میں زندگی کے مختلف مسائل کی نشاندہی کے علاوہ ان مسائل کے بارے میں راہنمائی کی گئی ہے اور یہی ان کا منصبِ حقیقی ہے:

(۱) حواسِ خمسہ کی حقیقت: "اس انسان پر حیرت کرو، چربی سے بولتا ہے، ہڈیوں سے سنتا ہے اور ایک شگاف سے سانس لیتا ہے۔"

(۲) زندگی گزارنے کا سلیقہ: "لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو کہ اگر مر جاؤ تو روئیں اور اگر زندہ رہو تو تم سے ملنا چاہیں۔"

(۳) امیدیں: "جس نے اپنی باگ ڈور امیدوں کے ہاتھ میں دی، اس نے ٹھوکر کھائی۔"

(۴) گناہ سے خوف: "فرزندِ آدم! جب دیکھتے ہو کہ خدا برابر نعمتیں دے رہا ہے اور پھر تم گناہ کرو، تو ڈرو۔"

(۵) راز: "کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو دل میں کوئی بات چھپائے اور اس کی زبان کی اتفاقی گفتگو اور چہرے کے آثار چڑھاؤ سے ظاہر نہ ہو جائے۔"

(۶) زہد: "بہترین زہد، زہد کو چھپانا ہے۔"

(۷) حُبِّ علی: "اگر میں اپنی اس تلوار سے مردِ مومن کو سخت تکلیف دوں کہ وہ مجھے دشمن رکھے تو اس سے یہ نہ ہوگا اور اگر دنیا منافق پر نعمتیں برسا دے کہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو وہ ہرگز مجھے نہ چاہے گا۔ بات یہ ہے کہ خدا نے رسول کی زبانی فیصلہ کر دیا ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ علی تمہیں مومن دشمن اور کافر دوست نہ رکھے گا۔"

(۸) شریف اور کمینے میں فرق: "بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے سے ڈرو۔"

(۹) سخاوت: "سخاوت یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے عطا ہو، لیکن جو سوال کے بعد ہے، وہ شرم کا تحفظ اور مذمت کا بچاؤ ہے، سخاوت نہیں۔"

(۱۰) مال: "مال خواہشات کا سرچشمہ ہے۔"

(۱۱) زبان: "زبان درندہ ہے کہ اگر چھوڑ دو تو کاٹ لے۔"

(۱۲) قناعت: "قناعت وہ مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔"

(۱۳) قائد : "جو شخص اپنے تئیں عوام کا قائد جتائے، اسے چاہیے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنی ذات کو تعلیم دے اور اس کا کردار اس کی زبان سے پہلے ادب سکھائے اور نمونہ دکھائے اور اپنے نفس کو مؤدب کرنے اور قابل بنانے والا دوسروں کو تعلیم دینے والے سے زیادہ قابلِ تعظیم و عزت ہے۔"

(۱۴) نفَس : "انسان کا ہر نفَس موت کی طرف ایک قدم ہے۔" ۵۷

(۱۵) حکمت : "حکمت جہاں سے ملے لے لو، اس لیے کہ دانائی منافق کے دل میں بے چین رہتی ہے۔ یہاں تک کہ قلبِ مومن میں پہنچ کر اپنے مانند دوسروں میں جا ملتی ہے۔"

(۱۶) استغفار : "مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص توبہ کرتے ہوئے مایوس نظر آتا ہے۔" (اسی سلسلے میں ایک اور حدیث امام محمد باقرؑ نے امیر المومنینؓ سے روایت فرمائی ہے) :

"زمین پر عذابِ خدا سے دو پناہیں تھیں، ان میں سے ایک تو اٹھالی گئی، اب دوسری چیز سے وابستہ رہیں۔ وہ امان جو اٹھالی گئی، وہ ذاتِ رسالت مآبؐ تھی اور وہ پناہ جو باقی ہے استغفار ہے۔"

(۱۷) حقیقی اسلام : "میں اسلام کی وہ تعریف کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ اسلام کے معنے ہیں تسلیم، تسلیم کا مطلب ہے یقین اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق سے مراد ہے اقرار اور اقرار ادا اور ادا عمل کو کہتے ہیں۔" ۵۸

(۱۸) صحت : "سردی کے آغاز سے بچو اور آخر میں جا ملو (یعنی بہت احتیاط کی ضرورت نہیں کیونکہ بدن عادی ہو جاتا ہے)۔ کیونکہ سردی جسم پر وہ عمل کرتی ہے جو درختوں پر کہ شروع میں جلا دیتی ہے اور آخر میں پتے نکالتی ہے۔"

(۱۹) آخرت : "ہر ایک کو نتیجہ دیکھنا ہے۔ خوش گوار و شیریں، یا ناگوار اور ترش۔"

(۲۰) ہر کمالے را زوالے : "ہر آنے والا اقبال پلٹے گا۔ جو گیا وہ گویا کہ تھا ہی نہیں۔"

(۲۱) احتیاط : "اکثر یہ ہوا ہے کہ ایک لقمے نے کئی وقت کی غذاؤں کو روک دیا ہے۔"

(۲۲) طمع : "لالچ دائمی غلامی ہے۔"

---

۵۷ یہاں ذوق کا یہ شعر ملاحظہ ہو :

نفس کی آمد و شد ہے نمازِ اہلِ حیات — جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو

۵۸ یہاں کس حکیمانہ انداز سے مذہب کے عملی پہلو کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۲۳) زر اندوزی : " اے ابن آدم، یہ جو تو نے اپنی ضرورت سے زیادہ مہیا کیا ہے، اس کے لیے تو دوسروں کا خزانچی ہے ۔ (یعنی تو خرچ نہیں کرتا تو دوسرے اڑائیں گے)۔

(۲۴) علم کی خاصیت : " ہر برتن اس سے بھر جاتا ہے جو اس میں رکھا جائے، سوا ظرفِ علم کے کہ وہ علم سے بڑھتا جاتا ہے "۔

(۲۵) ظلم : " قیامت کے لیے بدترین سامان بندگانِ خدا پر ظلم ہے "۔

(۲۶) عورت : " عورت سراپا آفت ہے، اور اس سے زیادہ آفت یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں "۔

(۲۷) ذکرِ خیر : " دوسرے کی غیر موجودگی میں ذکرِ خیر کرو کہ تمھاری غیر حاضری میں تمھارا تذکرہ اچھے لفظوں میں ہوگا "۔

(۲۸) فلسفی : " فلسفی کی بات اگر ٹھیک ہوتی ہے تو دوا، اور اگر غلط ہوتی ہے تو مرض ہوتی ہے "۔

(۲۹) عقل : " دیکھنا، آنکھوں ہی سے نہیں ہوتا کہ یہ آنکھیں، آنکھ والے کو غلط بھی دکھاتی ہیں، لیکن نصیحت طلب آدمی کو عقل دھوکا نہیں دیتی "۔

(۳۰) محرومِ علم : " جب خدا کسی کو ذلیل کرتا ہے، علم اس پر حرام کر دیتا ہے "۔

(۳۱) محافظ : " موت کا ہی محافظ ہونا کافی ہے (کہ موت سے پہلے مر نہیں سکتا)۔

(۳۲) قرآنِ حکیم : " قرآن میں تمھارے اگلوں کی خبریں، پچھلوں کی باتیں اور تمھارے درمیانی احکام ہیں "۔

(۳۳) شرارت کا جواب : " پتھر جس طرف سے آئے، ادھر ہی پھینک دو کہ شرارت کا جواب شرارت ہے "۔

(۳۴) اصولِ کتابت : " دوات صاف رکھو، قلم کی زبان لمبی ہو، سطروں کا فاصلہ کافی اور حروف کو ملا کر لکھو (کٹے کٹے نہ ہوں)، اس لیے کہ یہ بات خط و تحریر کے نکھار کا سبب ہے "۔

(۳۵) عذر کی عمر : " وہ عمر جس میں خدا انسان کے عذر قبول کرتا ہے وہ ساٹھ سال ہے "۔

(۳۶) دستِ سوال : " تمھارے چہرے کی آب ابھی باقی ہے ۔ سوال اس کا جوہر نکال لیتا ہے تو یہ سمجھ لینا کہ اس کا جوہر کسے دیتے ہو "۔

(۳۷) سب سے بڑا گناہ : " (خدا کے نزدیک) سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے گناہ گار معمولی سمجھ لے "۔

(۳۸) اولاد : " بال بچوں کو اپنی سب سے بڑی مشغولیت نہ بناؤ کیونکہ اگر یہ خدا والے ہیں تو اللہ اپنے چاہنے والوں کو بے کار نہیں کرتا اور اگر دشمنانِ خدا ہیں تو کہاں تم اور کہاں خدا کے دشمنوں میں دل لگانا "۔

(۳۹) رزق : " روزی دو طرح کی ہے ۔ ایک وہ جسے تم تلاش کرتے ہو، دوسری وہ جو تم کو تلاش کرتی

ہے کہ اگر تم اس کے پاس نہ جاؤ تو وہ تمہارے پاس آجائے گی، تو سال بھر کی فکر آج ہی نہ کرو، ہر روز کے حالات اس دن کے لیے بہت ہیں۔"

(۴۰) حکومت : "حکومتیں انسانوں کے لیے میدان امتحان ہیں۔"

(۴۱) مومن کا وطن : "کوئی شہر (آبادی) تمہارے لیے دوسرے شہر سے زیادہ حق دار نہیں ہے، بہترین شہر وہ ہے جو تمہیں برداشت کرے۔"[۵۹]

(۴۲) تجارت : "جو بغیر علمِ فقہ تجارت کرے گا، وہ سود میں ڈوب جائے گا۔"

(۴۳) فضول مذاق : "جو شخص ایک مرتبہ بھی (فضول) مذاق کرتا ہے، وہ اپنی عقل کا ایک حصّہ ختم کر دیتا ہے۔"

(۴۴) اشتہائے علم : "دو بھوکے ایسے ہیں، جن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ طالبِ علم اور طالبِ دنیا۔"

(۴۵) دوستی : "جو تمہاری طرف مائل ہو، اس سے الگ رہنا قسمت کی کمی ہے، اور تمہارا اس کی طرف جھکنا جو تم سے کنارہ کشی چاہتا ہو، نفس کی ذلت ہے۔"

(۴۶) صبر : "جو چھوٹی مصیبت کو بڑا سمجھے گا، وہ اس سے بڑی بلاؤں میں گرے گا۔"

امیر المومنین کے اقوالِ زریں و ارشادات کا یہ مختصر انتخاب انسانی الجھنوں اور گوناگوں مسائل کے سلسلے میں مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ "مدینۃ العلم" کے کمالات و فضیلتِ علمی کی یہ محض ایک جھلک ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کمیل بن زیاد سے فرمایا تھا :

"یاد رکھو! یہاں بے انتہا علم ہے، کاش اس کے اٹھانے والے مل جائیں۔"[۶۰]

(نہج البلاغۃ۔ ترجمہ : رئیس احمد جعفری، عبدالرزاق ملیح آبادی، مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، نائب حسن نقوی۔

ناشر : شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور۔ (طبع اوّل)

---

۵۹ اس ارشاد کی روشنی میں علامہ اقبال کا یہ شعر ملاحظہ ہو :

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

۶۰ نہج البلاغۃ، (اردو ترجمہ)، ص ۸۹۸